

نیککی کا

صلہ



مثبت خصوصیات کو اپنانا ذہنی
سکون کا باعث بنتا ہے

نیکی کا صلہ

شیخ پوڈ کتب

شیخ پوڈ کتب، 2025 کے ذریعہ شائع کردہ

اگرچہ اس کتاب کی تیاری میں تمام احتیاط برتی گئی ہے، ناشر غلطیوں یا کوتاہی یا یہاں موجود معلومات کے استعمال کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کے لیے کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ہے۔

نیک کی کا صلہ

پہلا ایڈیشن۔ 08 جون 2025۔

کاپی رائٹ © 2025 شیخ پوڈ کتب۔

شیخ پوڈ کتب کے ذریعہ تحریر کردہ۔

مندرجات کا جدول

مندرجات کا جدول

اعترافات

مرتب کرنے والے کے نوٹس

تعارف

نیکی کا صلہ

اچھے کردار پر 500 سے زیادہ مفت ای بکس

دیگر شیخ یوڈ میڈیا

اعترافات

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے ہمیں اس جلد کو مکمل کرنے کی تحریک، موقع اور طاقت بخشی۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے چنا ہے۔

ہم شیخ پوڈ کے پورے خاندان، خاص طور پر اپنے چھوٹے ستارے یوسف کے لیے اپنی تہ دل سے تعریف کرنا چاہیں گے، جن کی مسلسل حمایت اور مشورے نے شیخ پوڈ کتب کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔ اور ہمارے بھائی حسن کا خصوصی شکریہ، جن کے سرشار تعاون نے شیخ پوڈ کو نئی اور دلچسپ بلندیوں پر پہنچا دیا ہے جو ایک مرحلے پر ناممکن لگ رہا تھا۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا کرم مکمل فرمائے اور اس کتاب کے ہر حرف کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے اور اسے روز آخرت میں ہماری طرف سے گواہی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بے شمار درود و سلام ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

مرتب کرنے والے کے نوٹس

ہم نے اس جلد میں انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی شارٹ فال نظر آئے تو مرتب کرنے والا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے۔

ہم ایسے مشکل کام کو مکمل کرنے کی کوشش میں غلطیوں اور کوتاہیوں کے امکان کو قبول کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم نے لاشعوری طور پر ٹھوکر کھائی ہو اور غلطیوں کا ارتکاب کیا ہو جس کے لیے ہم اپنے قارئین سے درگزر اور معافی کے لیے دعا گو ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے گی۔ ہم تہہ دل سے تعمیری تجاویز کی دعوت دیتے ہیں جو ShaykhPod.Books@gmail.com پر دی جا سکتی ہیں۔

تعارف

مندرجہ ذیل مختصر کتاب میں کچھ اچھے اوصاف اور اعمال اور دونوں جہانوں میں ان کے اجر پر بحث کی گئی ہے۔ یہ بحث قرآن پاک کے باب 3 علی عمران، آیات 130-136 پر مبنی ہے

اے ایمان والو سود نہ کھاؤ، دوگنا اور کئی گنا، بلکہ اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ، اور اس " آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے، اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے، اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے تیار ہے اور اس کے لیے آسانیاں پیدا کرنے والا ہے۔ غصے کو روکتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں، اور وہ لوگ جو جب کوئی بدکاری کرتے ہیں یا اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، اور وہ جانتے ہیں کہ ان کے گناہوں کی بخشش کہاں سے ہو رہی ہے وہ ہمیشہ رہیں گے۔

زیر بحث اسباق کو نافذ کرنے سے مثبت خصوصیات کو اپنانے میں مدد ملے گی۔ مثبت خصوصیات کو اپنانا دماغ اور جسم کے سکون کا باعث بنتا ہے۔

باب 3 - على عمران، آيات 130-136

يَتَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

﴿١٣٠﴾

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿١٣١﴾

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾

﴿١٣٣﴾ وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ

لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾

الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَبِيرِ وَالْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا الذُّنُوبَ بِهِمْ وَمَنْ

يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾

أُولَٰئِكَ جَزَاءُهم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهم وَجَنَّتْ تَجْرِي مِّن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

وَنِعَمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ﴿١٣٦﴾

اے ایمان والو سود دوگنا اور کئی گنا نہ کھاؤ بلکہ اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور اپنے رب کی بخشش اور ایک باغ [جنت] کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

جو آسانی اور تنگی میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور وہ لوگ جو جب کوئی بے حیائی کر بیٹھتے ہیں یا اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے؟ - اور [جو] اپنے کئے پر اڑے نہیں رہتے جبکہ وہ جانتے ہیں۔

ان کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے بخشش اور باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور نیک عمل کرنے والوں کا اجر بہت اچھا ہے۔

جنگ احد کے واقعات پر تبصرہ کرنے کے بعد، جس کے نتیجے میں افرادی قوت میں کمی اور مسلمانوں کو مالی نقصان پہنچا، اللہ تعالیٰ نے مسلم کمیونٹی کو تنبیہ کی ہے کہ وہ سود کے کاروبار سے گریز کریں۔ باب 3 علی عمران، آیت 130

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، دوگنا اور کئی گنا سود نہ کھاؤ بلکہ اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“

جب اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے اندر اہل ایمان کو پکارتا ہے تو اس کی پکار اکثر ان کے ایمان کے زبانی دعوے کو عملی جامہ پہنانے سے منسلک ہوتی ہے۔ اس لیے کہ عمل کے بغیر ایمان کا زبانی دعویٰ اسلام میں بہت کم اہمیت رکھتا ہے۔ اعمال وہ ثبوت اور ثبوت ہیں جن کو حاصل کرنا ضروری ہے جس طرح پھل دینے والا درخت تب ہی کام آتا ہے تاکہ دونوں جہانوں میں اجر و رحمت حاصل ہو۔ جب وہ پھل لاتا ہے، اسی طرح ایمان بھی تب کام آتا ہے جب وہ اچھے اعمال پیدا کرے۔ اس صورت میں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سود سے نمٹنے سے خبردار کرتا ہے کیونکہ یہ معاشرے کے لیے صرف مالی عدم استحکام کا باعث بنتا ہے۔

مالیاتی سود اس رقم کی نشاندہی کرتا ہے جو قرض دہندہ قرض لینے والے سے سود کی ایک مقررہ شرح پر وصول کرتا ہے۔ قرآن مجید کے نزول کے وقت سودی لین دین کی کئی صورتیں رائج تھیں۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ فروش نے ایک مضمون فروخت کیا اور قیمت کی ادائیگی کے لیے ایک وقت کی حد مقرر کی، یہ شرط رکھی کہ اگر خریدار مقررہ مدت کے اندر ادائیگی کرنے میں ناکام رہا تو وہ وقت کی حد کو بڑھا دے گا لیکن مضمون کی قیمت میں اضافہ کر دے گا۔ دوسرا یہ تھا کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو ایک رقم ادھار دی اور یہ شرط رکھی کہ قرض لینے والے کو ایک مقررہ مدت کے اندر قرض کی رقم سے زائد رقم واپس کرنی چاہیے۔ سود کے لین دین کی ایک تیسری شکل یہ تھی کہ قرض لینے والے اور بیچنے والے نے اس بات پر اتفاق کیا کہ سابقہ قرض ایک مقررہ حد کے اندر ایک مقررہ شرح سود پر ادا کرے گا، اور یہ کہ اگر وہ اس حد کے اندر ایسا کرنے میں ناکام رہے تو قرض دہندہ وقت کی حد بڑھا دے گا لیکن ساتھ ہی شرح سود کو بڑھا دے گا۔ یہ ایسے لین دین ہیں جن پر یہاں مذکور احکام لاگو ہوتے ہیں۔

جو لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں وہ حلال سرمایہ کاری اور مالی مفاد سے حاصل ہونے والے منافع میں فرق کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ اس الجھن کے نتیجے میں بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر کسی کاروبار میں لگائی گئی رقم سے منافع حلال ہے تو قرض سے حاصل ہونے والے منافع کو کیوں حرام قرار دیا جائے؟ وہ دلیل دیتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی دولت کی سرمایہ کاری کرنے کے بجائے اسے کسی ایسے شخص کو قرض دیتا ہے جو بدلے میں اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ ایسے حالات میں قرض خواہ قرض خواہ کو منافع کا حصہ کیوں ادا نہ کرے؟ وہ یہ تسلیم کرنے میں ناکام رہتے ہیں کہ کوئی بھی کاروباری منصوبہ خطرے سے محفوظ نہیں ہے۔ کوئی بھی منصوبہ منافع کی مطلق ضمانت نہیں رکھتا۔ لہذا یہ مناسب نہیں ہے کہ اکیلے فنانسر کو ہر حال میں ایک مقررہ شرح پر منافع کا حقدار سمجھا جائے اور اسے نقصان کے کسی بھی امکان سے محفوظ رکھا جائے۔ یہ انصاف کا حصہ نہیں ہے کہ جو لوگ اپنے وسائل وقف کرتے ہیں انہیں کسی بھی مقررہ شرح پر منافع کی ضمانت نہیں دی جاتی جبکہ جو لوگ اپنی دولت کو قرض دیتے ہیں وہ نقصان کے تمام خطرات سے مکمل طور پر محفوظ ہوتے ہیں اور ایک مقررہ شرح پر منافع کی ضمانت دی جاتی ہے۔

ایک عام حلال لین دین میں خریدار اس چیز سے فائدہ اٹھاتا ہے جسے وہ بیچنے والے سے خریدتا ہے۔ بیچنے والے کو شے بنانے میں لگائی گئی محنت اور وقت کا معاوضہ ملتا ہے۔ دوسری طرف سود سے متعلق لین دین میں، فوائد کا تبادلہ منصفانہ طور پر نہیں ہوتا ہے۔ سود وصول کرنے والے فریق کو اپنے دیئے گئے قرض کی ادائیگی کے طور پر ایک مقررہ رقم ملتی ہے اور اس طرح ان کا فائدہ محفوظ ہوجاتا ہے۔ دوسرا فریق قرضے میں دیئے گئے فنڈز کا استعمال کر سکتا ہے لیکن یہ ہمیشہ منافع نہیں دے سکتا۔ اگر ایسا شخص ادھار کی رقم کسی ضرورت پر خرچ کرے تو کوئی نفع نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر فنڈز کی سرمایہ کاری کی جاتی ہے تب بھی کسی کو نفع یا نقصان دونوں کا موقع ملتا ہے۔ اس لیے سود سے متعلق لین دین یا تو ایک طرف نقصان اور دوسری طرف منافع یا ایک طرف یقینی اور مقررہ منافع اور دوسری طرف غیر یقینی منافع کا سبب بنتا ہے۔ اس لیے حلال تجارت مالی سود کے برابر نہیں ہے۔

اس کے علاوہ، سود کا بوجھ قرض لینے والوں کے لیے قرض کی واپسی کو انتہائی مشکل بنا دیتا ہے۔ اصل قرض اور سود کی ادائیگی کے لیے انہیں کسی اور ذریعے سے قرض بھی لینا پڑ سکتا ہے۔ سود کے کام کرنے کے طریقے کی وجہ سے ان پر واجب الادا رقم اکثر قرض کی ادائیگی کے

بعد بھی باقی رہتی ہے۔ یہ مالی دباؤ لوگوں کو اپنے اور اپنے خاندان کے لیے ضروریات زندگی حاصل کرنے سے روک سکتا ہے۔ یہ تناؤ بہت سے جسمانی اور ذہنی مسائل کا باعث بن سکتا ہے۔

بالآخر، اس قسم کے نظام میں صرف امیر ہی امیر تر ہوتے ہیں جبکہ غریب غریب تر ہوتے جاتے ہیں۔

اگرچہ مالی مفادات سے نمٹنا ظاہری طور پر ایسا لگتا ہے کہ کسی شخص کو دولت حاصل ہوتی ہے لیکن حقیقت میں اس سے ان کا مجموعی نقصان ہی ہوتا ہے۔ یہ نقصان کئی شکلیں لے سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، یہ انہیں اچھے اور حلال کاروباری معاملات کو کھونے کا باعث بن سکتا ہے جو وہ حاصل کر سکتے تھے اگر وہ مالی مفاد سے نمٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے مال کو ایسے طریقوں سے استعمال کرنے پر مجبور کر سکتا ہے جو ان کو پسند نہ ہوں۔ مثال کے طور پر، ان کو جسمانی بیماریوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی قیمتی غیر قانونی دولت کو اس طرح خرچ کرتے ہیں کہ اس کو ان طریقوں سے استعمال کرنے میں ناکام رہتے ہیں جو انہیں خوش کرتے ہیں۔ مجموعی نقصان کا ایک روحانی پہلو بھی ہے۔ وہ جتنا زیادہ مالی سود کا سودا کرتے ہیں ان کا لالچ اتنا ہی زیادہ معنی خیز ہوتا جاتا ہے، ان کی دنیاوی چیزوں کی حرص کبھی پوری نہیں ہوتی جو تعریف کے اعتبار سے انہیں غریب بنا دیتی ہے خواہ ان کے پاس بہت زیادہ دولت ہو۔ یہ لوگ دن بھر ایک دنیاوی مسئلے سے دوسرے مسئلے میں جائیں گے اور قناعت حاصل کرنے میں ناکام رہیں گے کیونکہ وہ اس فضل سے محروم رہیں گے جو حلال کاروبار اور دولت کے ساتھ ہے۔ یہ انہیں مالی مفاد اور دیگر ذرائع سے مزید غیر قانونی دولت حاصل کرنے کی طرف دھکیل سکتا ہے۔ آخرت کا نقصان زیادہ واضح ہے۔ وہ قیامت کے دن خالی ہاتھ چھوڑے جائیں گے کیونکہ کوئی نیک عمل جو حرام سے جڑا ہوا ہو مثلاً حرام مال سے صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ یہ طے کرنے کے لیے کسی عالم کی ضرورت نہیں ہے کہ اس شخص کا قیامت کے دن کہاں تک پہنچنے کا امکان ہے۔

حلال کاروباری لین دین اور سود سے متعلق لین دین میں بہت فرق ہے۔ سابقہ معاشرہ میں فائدہ مند کردار ادا کرتا ہے جبکہ بعد والا اس کے زوال کا باعث بنتا ہے۔ اپنی فطرت کے مطابق مفاد لالچ، خود غرضی، بے حسی اور دوسروں کے ساتھ ظلم کو جنم دیتا ہے۔ یہ دولت کی عبادت کی طرف لے

جاتا ہے اور دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور اتحاد کو ختم کرتا ہے۔ اس طرح یہ معاشرے کو معاشی اور اخلاقی دونوں لحاظ سے تباہ کر سکتا ہے۔

دوسری طرف صدقہ، سخاوت اور ہمدردی کا نتیجہ ہے۔ باہمی تعاون اور خیرسگالی سے معاشرہ مثبت طور پر ترقی کرے گا جس سے سب کو فائدہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی ایسا معاشرہ ہو جس کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ معاملات میں خود غرض ہوں، جس میں امیروں کے مفادات عام لوگوں کے مفادات کے بالواسطہ مخالف ہوں تو وہ معاشرہ مستحکم بنیادوں پر قائم نہیں رہتا۔ ایسے معاشرے میں محبت اور ہمدردی کی بجائے باہمی رنجش اور تلخی بڑھنے لگتی ہے۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب لوگ اپنی ضروریات اور اپنے زیر کفالت افراد کی ضروریات پوری کریں گے اور پھر اپنی زائد دولت سے خیراتی طریقوں سے خرچ کریں گے یا باہمی طور پر حلال کاروبار میں حصہ لیں گے تو ایسے معاشرے میں تجارت، صنعت اور زراعت میں بہتری آئے گی۔ معاشرے کے اندر زندگی کا معیار بلند ہو گا اور اس میں پیداوار ان معاشروں کی نسبت بہت زیادہ ہو گی جہاں معاشی سرگرمیاں مالی مفاد کی وجہ سے محدود ہیں۔

باب 3 علی عمران، آیت 130

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، دوگنا اور کئی گنا سود نہ کھاؤ۔“

استعمال کے لیے استعمال ہونے والا عربی لفظ کا لغوی معنی ہے کھانا۔ یہ متنبہ کرتا ہے کہ دولت کے حصول کے غیر قانونی ذرائع جیسے کہ مالی مفاد سے نمٹنا کسی کو لالچی اور خود غرض ذہنیت اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے جس کے تحت وہ صرف زیادہ دولت کمانے کی فکر کرتا ہے

خواہ اس کے ان پر اور دوسروں پر منفی اثرات کیوں نہ ہوں۔ یہ لوگ مالی سود کھاتے ہیں، جس طرح ایک لالچی شخص اس وقت کھانا کھاتا ہے جب وہ بہت زیادہ بھوکے ہوتے ہیں۔ وہ کسی بھی طریقے سے زیادہ دولت کمانے کے جنون میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ عام معیار کے مطابق دیوانے لگتے ہیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 275

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں رہ سکتے سوائے اس کے کہ وہ کھڑا ہو جسے شیطان پاگل ”
“پن میں مار رہا ہو۔

جو مسلمان اس ذہنیت کو اپنائیں گے وہ بلاشبہ اپنے ایمان کو تباہ کر دیں گے کیونکہ وہ اس کے خلاف کام کریں گے۔ درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جامع ترمذی نمبر 2376 میں موجود ایک حدیث میں تنبیہ فرمائی ہے کہ دولت اور قیادت کی حد سے زیادہ محبت اور خواہش مسلمان کے ایمان کے لیے اس تباہی سے زیادہ تباہ کن ہے جو بکریوں کے ریوڑ پر دو بھوکے بھیڑیوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہ پاگل رویہ کسی کو ذہنی سکون حاصل کرنے سے روک دے گا، چاہے وہ بہت زیادہ دولت حاصل کر لے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا یہ رویہ انہیں ان نعمتوں کا غلط استعمال کرنے کا سبب بنے گا جو انہیں دی گئی ہیں، جس کے نتیجے میں وہ متوازن ذہنی اور جسمانی حالت حاصل نہیں کر پائیں گے اور وہ بلاشبہ اپنی زندگی میں ہر چیز اور ہر چیز کو غلط جگہ دیں گے۔ مزید دولت حاصل کرنے کا مستقل خیال اور جو بھی دولت حاصل کی ہے اسے کھونے کا مستقل خوف ان کے تناؤ، پریشانی اور پریشانی کو دونوں جہانوں میں ہی بڑھاتا ہے۔ کام کے انتہائی لمبے گھنٹے اور نیند اور آرام کی کمی چیزوں کو مزید خراب کرے گی۔ خواہ وہ کتنی ہی دولت اور دیگر دنیاوی چیزیں حاصل کر لیں، اس لیے انہیں کبھی بھی ذہنی سکون نہیں ملے گا۔ یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے جب کوئی ان لوگوں کو دیکھتا ہے جنہوں نے دولت کے حصول کے لیے شدید حرص کو اپنایا۔ لہذا، ایک مسلمان کو اپنی ذہنی اور جسمانی صحت کی خاطر ہر قسم کی ناجائز دولت، جیسے مالی سود سے بچنا چاہیے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی جاننا ضروری ہے کہ جس طرح انسان کی نیت اسلام کی باطنی بنیاد ہے اسی طرح حلال چیزوں کو کمانا اور استعمال کرنا بھی اسلام کی ظاہری بنیاد ہے۔ اگر کسی کی بنیاد ہی خراب ہے تو وہ جو کچھ بھی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خراب اور رد ہو جائے گا،

جیسے صدقہ دینا۔ کسی کے عقیدے کی بنیاد کو خراب کرنا گناہوں کے ارتکاب سے بدتر ہے جو اس کے ایمان کے دوسرے حصوں کو متاثر کرتے ہیں اور اس سے ہر قیمت پر بچنا چاہیے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ گناہوں پر قائم رہنے والے مسلمان اور آخرت میں ان کی سزا کے درمیان ربط پیدا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، وہ بڑے گناہوں پر قائم رہنے کو بھی جوڑتا ہے، جیسے سود کا سودا کرنا، اور کافر کی حیثیت سے مرنا۔ باب 3 علی عمران، آیات 130-131

اے ایمان والو، دوگنا اور کئی گنا سود نہ کھاؤ، بلکہ اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ، اور اس آگ سے "ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔"

دونوں جہانوں میں اس کی رحمت اور بخشش یہ آیت خواہش مندانہ سوچ کو ختم کرتی ہے جس میں کی امید رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر قائم رہنا شامل ہے۔ جبکہ حقیقی امید میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جدوجہد کرنا شامل ہے، جس میں اسلامی تعلیمات کے مطابق جو نعمتیں عطا کی گئی ہیں ان کا صحیح استعمال کرنا اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کرنا اور پھر دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کی امید رکھنا شامل ہے۔ اس فرق کو جامع ترمذی نمبر 2459 میں موجود ۔ اس لیے اس فرق کی قدر کرنا چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش میں حقیقی امید اختیار کریں، اور خواہش مندانہ سوچ سے بچیں، کیونکہ اسلام میں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔

مزید برآں، یہ آیت مسلمانوں کو متنبہ کرتی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اڑے رہے، تو اس کا امکان ہے کہ وہ اپنے ایمان کے بغیر اس دنیا سے چلے جائیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کا زبانی اعلان صرف اس وقت اہمیت رکھتا ہے جب کوئی شخص عملی طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے اسے عملی جامہ پہنائے۔ یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ ایمان ایک پودے کی مانند ہے جس کو پھلنے پھولنے اور زندہ رہنے کے لیے اطاعت کے عمل سے پرورش پانی چاہیے۔ جس طرح

ایک پودا جو سورج کی روشنی جیسی پرورش حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے وہ مر جائے گا، اسی طرح اس شخص کا ایمان بھی فوت ہو سکتا ہے جو اس کی پرورش اطاعت کے ساتھ نہیں کرتا۔ یہ سب سے بڑا نقصان ہے۔ اس لیے اپنے گناہوں کے نتائج سے ڈر کر اس نتیجہ سے بچنا چاہیے۔ باب 3: علی عمران، آیت 131

”اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

عام طور پر دیکھا جائے تو ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے مکمل کنٹرول اور دائرہ اختیار میں ہے، انسان کے پاس اس کے احکام کی تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ جس طرح کسی شخص کو کسی خاص ملک کے انچارج حکومت کے مقرر کردہ اصولوں کی تعمیل نہ کرنے کی صورت میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا، اسی طرح اگر وہ مالک کائنات کے احکام کی تعمیل میں ناکام رہے تو اسے دونوں جہانوں میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایک شخص کسی ملک کو چھوڑنے کے قابل ہو سکتا ہے اگر وہ اس کے قوانین سے راضی نہ ہو لیکن وہ ایسی جگہ فرار نہیں ہو سکے گا جہاں اللہ تعالیٰ کے احکام اور دائرہ اختیار کا اطلاق نہ ہو۔ ایک شخص اپنے معاشرے کے اصول بدل سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام کو کبھی نہیں بدل سکتا۔ اس کے علاوہ جس طرح ایک گھر کا مالک مکان کے احکام کا فیصلہ کرتا ہے، خواہ دوسرے لوگ ان اصولوں پر اعتراض کریں، اسی طرح یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، اس لیے اس کائنات کے قوانین کا فیصلہ وہی کرتا ہے، خواہ لوگ ان قوانین کو پسند کریں یا نہ کریں۔ لہذا، ایک کو ان کے اپنے مفاد کے لئے، ان قوانین کی تعمیل کرنا ضروری ہے۔ جو شخص اس حقیقت کو سمجھے گا وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرے گا اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کو ان طریقوں سے استعمال کرتے ہوئے اس کی اطاعت کرنے کی کوشش کرے گا جو اس کی خوشنودی کے لیے ہیں، جیسا کہ قرآن کریم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک شخص یا تو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور ممنوعات کے پیچھے موجود حکمتوں کو جاننے کی کوشش کر سکتا ہے، تاکہ وہ سمجھ سکے کہ ان سے ان کے اور وسیع تر معاشرے کو کس طرح فائدہ ہوتا ہے اور وہ کس طرح دونوں جہانوں میں ذہنی اور جسمانی سکون کا باعث بنتے ہیں یا وہ اپنی خواہشات کی عبادت کر سکتے ہیں اور اسلام کی تعلیمات کو رد کر سکتے ہیں۔ لیکن جو شخص اسلامی احکام پر عمل کرنے میں ناکام رہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو دونوں جہانوں میں اپنی پسند کے نتائج کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جائے اور کوئی اعتراض، احتجاج یا شکایت انہیں بچا نہیں سکے گی۔ باب 18 الکہف، آیت 29

اور کہہ دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے ایمان لے آئے۔ اور جو چاہے کفر کرے، بے شک ہم نے ظالموں کے لیے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی، اور اگر وہ راحت کے لیے پکاریں گے تو ان کو ایسے پانی سے راحت ملے گی جیسے گدھے تیل سے، جو ان کے چہروں کو جھلسا دیتا ہے، برا مشروب ہے اور برا ٹھکانہ ہے۔

لہذا انسان کو ان نعمتوں کا غلط استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہیے جو انہیں عطا کی گئی ہیں کیونکہ یہ دونوں جہانوں میں عذاب کا باعث بنتی ہے۔ اس دنیا میں جو دنیاوی چیزیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے حاصل ہوتی ہیں وہ ان کے لیے پریشانیوں، پریشانیوں اور مشکلات کا باعث بن جاتی ہیں، خواہ ان کے پاس دنیاوی آسائشیں کیوں نہ ہوں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کنٹرول سے: باب 53 عن نجم، آیت 43 نہیں بچ سکتے۔

اور یہ کہ وہی ہنستا ہے اور روتا ہے۔“

اس کے علاوہ، جو شخص ان نعمتوں کا غلط استعمال کرے گا جو انہیں عطا کی گئی ہیں، اس کی ذہنی اور جسمانی حالت غیر متوازن ہو جائے گی اور وہ اپنی زندگی میں ہر چیز اور ہر چیز کو غلط جگہ دے گا۔ اس سے دونوں جہانوں میں ان کے تناؤ اور پریشانی میں اضافہ ہوگا۔ اس کے علاوہ چونکہ یہ طرز عمل انہیں قیامت کے دن اپنے احتساب کے لیے مناسب تیاری کرنے سے روکتا ہے، اس لیے آخرت میں جو عذاب انہیں بھگتنا پڑے گا وہ دنیا کے عذاب سے زیادہ واضح اور بدتر ہوگا۔ باب 3 علی عمران، آیت 131

“اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

لہذا اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش کرتے ہوئے اس رویہ سے بچنا چاہیے۔ اس میں ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرنا شامل ہے جو انہیں عطا کی گئی ہیں جیسا کہ قرآن پاک اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ طرز عمل دونوں جہانوں میں لہذا ایک شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے مفاد کے لیے اسلامی تعلیمات کو ذہنی سکون کا باعث بنتا ہے۔ قبول کرے اور اس پر عمل کرے، چاہے وہ اس کی خواہشات کے خلاف ہو۔ انہیں ایک عقلمند مریض کی طرح برتاؤ کرنا چاہیے جو اپنے ڈاکٹر کے طبی مشورے کو قبول کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لیے بہترین ہے، حالانکہ انہیں کڑوی دوائیں تجویز کی گئی ہیں اور ایک سخت خوراک کا منصوبہ ہے۔ جس طرح یہ عقلمند مریض اچھی ذہنی اور جسمانی صحت حاصل کرے گا، اسی طرح وہ شخص جو اسلامی تعلیمات کو قبول کرے گا اور اس پر عمل کرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صرف وہی علم رکھتا ہے جس کے پاس اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان ایک متوازن ذہنی اور جسمانی حالت کو حاصل کرے اور ہر چیز اور ہر ایک کو اپنی زندگی میں صحیح طور پر رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ ہے۔ معاشرے میں موجود انسانوں کی ذہنی اور جسمانی حالتوں کا علم اس نتیجے کو حاصل کرنے کے لیے کبھی بھی کافی نہیں ہو گا، تمام تر تحقیق کے باوجود، کیونکہ وہ اپنی زندگی کے ہر مسئلے کو حل نہیں کر سکتے، ان کے مشورے ہر قسم کے ذہنی اور جسمانی تناؤ سے بچنے کا باعث نہیں بن سکتے اور نہ ہی ان کی نصیحتیں محدود علم، تجربے اور کم علمی کی وجہ سے اپنی زندگی میں ہر چیز کو صحیح طریقے سے اور ہر ایک کو اپنی زندگی میں رکھنے کا باعث بن سکتی ہیں۔ یہ علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس نے اسے قرآن مجید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کی صورت میں انسانوں کو عطا کیا ہے۔ یہ حقیقت اس وقت عیاں ہوتی ہے جب کوئی ان لوگوں کو دیکھتا ہے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق اگرچہ، زیادہ تر معاملات میں، عطا کی گئی نعمتوں کو استعمال کرتے ہیں اور جو نہیں کرتے۔ مریض اپنی تجویز کردہ دوائیوں کے پیچھے سائنس کو نہیں سمجھتے اور اس لیے اپنے ڈاکٹر پر اندھا اعتماد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ لوگوں کو اسلام کی تعلیمات پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی پر اس کے مثبت اثرات کو سمجھ سکیں۔ وہ لوگوں سے یہ توقع نہیں کرتا کہ وہ اسلام کی تعلیمات پر اندھا اعتماد کریں بلکہ وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کی سچائی کو اس کے واضح دلائل سے پہچانیں۔ لیکن اس کے لیے انسان کو اسلام کی تعلیمات سے رجوع کرتے ہوئے غیر جانبدارانہ اور: باب 12 یوسف، آیت 108 کھلے ذہن کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

کہو، "یہ میرا راستہ ہے؛ میں اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دیتا ہوں، میں اور وہ لوگ جو "

"...میری پیروی کرتے ہیں"

اس کے علاوہ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی لوگوں کے روحانی دلوں کو کنٹرول کرتا ہے، ذہنی سکون کا گھر، وہی فیصلہ کرتا ہے کہ کون اسے حاصل کرتا ہے اور کس کو نہیں۔ باب 53 عن نجم، آیت 43:

اور یہ کہ وہی ہنستا ہے اور روتا ہے۔“

اور یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ان لوگوں کو ذہنی سکون دے گا جو اس کی عطا کردہ نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 132

اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کی رضا کے لیے نیک اعمال کرنا شامل ہے۔ جو شخص کسی اور وجہ سے عمل کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ سے اجر نہیں ملے گا۔ جامع ترمذی نمبر 3154 میں موجود حدیث میں اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں قرآن کریم کے تین پہلوؤں کو پورا کرنا بھی شامل ہے۔ سب سے پہلے اسے صحیح اور باقاعدگی سے پڑھنا ہے۔ دوسرا پہلو اسے سمجھنا اور آخری پہلو اس پر خلوص نیت سے عمل کرنا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں آپ کی زندگی اور تعلیمات کو سیکھنا اور ان لہذا ان کی زندگی اور تعلیمات کو سیکھ کر اور ان پر عمل کرتے ہوئے پر عمل کرنا شامل ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان، محبت اور احترام کے ان کے زبانی اعلان کی تائید کرنی چاہیے۔ باب 3 علی عمران، آیت 31

کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور ”تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اور باب 59 الحشر، آیت 7

”اور جو کچھ تمہیں رسول نے دیا ہے اسے لے لو اور جس سے منع کیا ہے اس سے باز رہو۔“

باب 2 البقرہ، آیت 80

اور وہ کہتے ہیں کہ ہم کو آگ ہرگز نہیں چھوئے گی سوائے گنتی کے چند دنوں کے ”کہو کیا تم نے “ اللہ سے کوئی عہد لیا ہے؟ کیونکہ اللہ اپنے عہد کو کبھی نہیں توڑے گا۔ یا تم اللہ کے بارے میں ایسی ”بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے؟“

اور باب 4 النساء، آیات 150-151

درحقیقت جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض پر کفر کرتے ہیں اور ان کے درمیان کوئی راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں، وہی کافر ہیں، اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

باب 4 النساء آیت 80 اور

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

اور باب 33 الاحزاب، آیت 21

یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔

انسان کو اپنے کردار کو اس کے مبارک کردار کے مطابق بنانا چاہیے تاکہ وہ صبر، شکر اور سخاوت جیسی اچھی صفات کو اپنالیں اور حسد، غرور اور لالچ جیسی منفی خصوصیات کو ترک کر دیں۔ یہ یقینی بنائے گا کہ وہ ذہنی سکون حاصل کرتے ہیں، کیونکہ مثبت خصوصیات کو اپنانے سے مثبت ذہنیت جنم لیتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات کو سیکھنا

اور ان پر عمل کرنا بھی اس بات کو یقینی بنائے گا کہ کوئی شخص بیرونی دنیا میں ان کی صحیح نمائندگی کرتا ہے۔ جو ایسا کرنے میں ناکام رہے گا وہ لامحالہ اس کی غلط تشریح کرے گا اور اس لیے غیر مسلموں اور دیگر مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے روک دے گا۔ اس کو غلط طریقے سے پیش کرنے سے بیرونی دنیا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کرنے کا سبب بنے گی جب وہ مسلمانوں کے برے رویے کو دیکھیں گے۔ یہ وہ چیز ہے جس کا ہر مسلمان جواب دے گا کیونکہ یہ ان پر فرض ہے کہ وہ بیرونی دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح نمائندگی کریں۔

اس کے علاوہ سابقہ امتوں کی طرح جو اپنے انبیاء علیہم السلام سے محبت کا دعویٰ کرتی ہیں، آخرت میں ان کے ساتھ شامل نہیں ہوں گی کیونکہ وہ عملی طور پر ان کی پیروی کرنے میں ناکام رہی ہیں، اور نہ ہی وہ مسلمان جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی طور پر پیروی کرنے میں ناکام رہے ہیں، آخرت میں ان کے ساتھ شامل نہیں ہوں گے۔ اس کے بجائے، ایک شخص ان لوگوں میں شامل ہو جائے گا جن کی وہ اس دنیا میں عملی طور پر نقل کرتے تھے۔ سنن ابوداؤد نمبر 4031 میں موجود حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے، وہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ وہ ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کریں جو انہیں عطا کی گئی ہیں۔ یہ ایک متوازن ذہنی اور جسمانی حالت کا باعث بنتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ وہ ہر چیز اور ہر ایک کو اپنی زندگی میں صحیح طریقے سے رکھتا ہے جبکہ قیامت کے دن اپنے احتساب کے لیے باب 3 علی عمران، آیت مناسب تیاری کرتا ہے۔ یہ دونوں جہانوں میں ذہنی سکون کا باعث بنتا ہے۔

132:

اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اس سے ہدایت کے دو منابع کی خلوص نیت سے اطاعت کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی ہے: قرآن کریم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات، اور دینی علم کے دیگر تمام ذرائع سے اجتناب۔ دینی علم کے دوسرے ذرائع پر جتنا زیادہ عمل کرے گا، خواہ وہ نیکیوں کی طرف لے جائے، وہ ہدایت کے دو ذرائع پر اتنا ہی کم عمل کرے گا، جو کہ گمراہی کا باعث بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابوداؤد نمبر 4606 میں موجود حدیث میں تنبیہ فرمائی ہے کہ ہر وہ چیز جس کی جڑیں ہدایت کے دو منابع میں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رد کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ، مذہبی علم کے دوسرے ذرائع پر جتنا زیادہ عمل کرے گا، اتنا ہی وہ ان چیزوں پر عمل کرنے لگے گا جو اسلام کی تعلیمات سے متصادم ہیں۔ اس طرح شیطان قدم قدم پر لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، مشکلات کا سامنا کرنے والے شخص کو کچھ ایسی روحانی مشقیں کرنے کا مشورہ دیا جائے گا جو اسلام کی تعلیمات سے متصادم اور چیلنج ہوں۔ چونکہ یہ شخص جاہل ہے اور اسے دینی علم کے دوسرے ذرائع پر عمل کرنے کی عادت ہے، اس لیے وہ آسانی سے اس جال میں پھنس جائیں گے اور ایسی روحانی مشقیں کرنے لگیں گے جو براہ راست اسلام کی تعلیمات کو چیلنج کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ اور کائنات کے بارے میں ایسی باتوں پر بھی یقین کرنے لگیں گے جو اسلام کی تعلیمات سے بھی متصادم ہیں، جیسے کہ ماننے والے لوگ یا مافوق الفطرت مخلوق اپنی تقدیر کو کنٹرول کر سکتے ہیں، کیونکہ ان کا علم ہدایت کے دو ذرائع کے علاوہ کسی اور سے لیا گیا ہے۔ ان گمراہ کن طریقوں اور عقائد میں سے کچھ واضح کفر ہیں، جیسے کالا جادو کرنا۔ باب 2 البقرہ، آیت 102

سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور ”جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل ہوا تھا لیکن وہ [یعنی دونوں فرشتے] کسی کو [نہیں سکھاتے جب تک یہ نہ کہیں کہ ”ہم آزمائش ہیں، اس لیے کفر نہ کرو۔“

اس لیے ایک مسلمان اس کا احساس کیے بغیر بھی اپنا ایمان کھو سکتا ہے، کیونکہ انہیں مذہبی علم کے دوسرے ذرائع پر عمل کرنے کی عادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی مذہبی بدعات پر عمل کرنا جن کی جڑیں ہدایت کے دو ذرائع میں نہیں ہیں، شیطان کے نقش قدم پر چلنا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 208

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، "بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

مندرجہ ذیل آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی اطاعت اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعض پہلوؤں کی وضاحت فرماتا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 133

"اور اپنے رب کی بخشش کی طرف جلدی کرو۔"

جیسا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے کاملیت کا مطالبہ نہیں کرتا، وہ یقینی بناتا ہے کہ توبہ اور اصلاح کے دروازے ان کے لیے ہمیشہ کھلے ہیں۔ لیکن ایک شخص کو اس وقت سے فائدہ اٹھانا چاہیے جو اسے دیا گیا ہے اور اپنے ارادوں، قول اور فعل کو درست کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ کسی کی زندگی کا خاتمہ نامعلوم ہے اور اکثر غیر متوقع طور پر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کی موت کے وقت گناہوں سے توبہ قبول نہیں ہوتی۔ باب 4 النساء، آیات 17-18

اللہ کی طرف سے توبہ قبول ہوتی ہے صرف ان لوگوں کی جو نادانی میں برائی کر بیٹھتے ہیں اور "پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے علم والا اور حکمت والا ہے، لیکن ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ برے کاموں کو نہ کہے، جب تک کہ وہ برے کاموں پر آمادہ نہ ہو جائے۔" "بے شک میں اب توبہ کر چکا ہوں" یا جو لوگ کفر کی حالت میں مرتے ہیں ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مخلص توبہ میں احساس جرم، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا، اور جس پر بھی ظلم ہوا ہے، شامل ہے، جب تک کہ یہ مزید پریشانی کا باعث نہ ہو۔ انسان کو سچے دل سے وعدہ کرنا چاہیے کہ وہ دوبارہ وہی یا اس سے ملتا جلتا گناہ نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے حوالے سے جو حقوق پامال ہوئے ہوں ان کی تلافی کرنی چاہیے۔

مخلصانہ توبہ ایک ہی یا اسی طرح کے گناہ پر اڑے رہنے سے روکتی ہے اور یہ اسلامی تعلیمات میں بیان کردہ نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ لہذا، یہ یقینی بنائے گا کہ وہ متوازن ذہنی اور جسمانی حالت حاصل کرکے اور ہر چیز اور ہر ایک کو اپنی زندگی میں صحیح طریقے سے رکھ کر اور قیامت کے دن اپنے احتساب کے لیے مناسب تیاری کرکے دونوں جہانوں میں ذہنی سکون حاصل کریں۔ یہ رویہ راستی کی بنیاد ہے جس کا ذکر زیر بحث آیات میں کیا گیا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 133

اور اپنے رب کی بخشش اور ایک باغ [یعنی جنت] کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور "زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تقویٰ کی کچھ خصوصیات کو مزید اجاگر کیا۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ یہ مزید اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسلام میں ایمان کا زبانی اعلان اس وقت تک اچھا نہیں ہے جب تک کہ وہ اطاعت اور راستبازی کے عملی اقدامات سے اس کی حمایت نہ کرے۔ باب 3 علی عمران، آیت 134

”جو آسانی اور تنگی کے وقت (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔“

اس میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو عطا کی گئی ہیں، جیسے کہ اپنی توانائی، وقت اور دولت، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے طریقوں میں، جیسا کہ قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ صحیح رویہ اختیار کرنے کے لیے جس کے تحت آسانی اور مشکل دونوں وقتوں میں اس طرز عمل پر قائم رہے، اسے شکر اور صبر کو اپنانا چاہیے۔ شکر گزاری آسانی کے وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ترغیب دے گی اور صبر مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ترغیب دے گا۔ کسی کی نیت میں شکر ادا کرنے میں صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے عمل کرنا شامل ہے۔ کسی کی تقریر میں شکر گزاری میں وہ بات کرنا شامل ہے جو اچھی ہے یا خاموش رہنا۔ اور اپنے اعمال میں شکرگزاری میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے عطا کی گئی ہیں، جیسا کہ قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ مزید برآں، صبر میں کسی کی بات یا عمل سے شکایت کرنے سے گریز کرنا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ثابت قدم رہنا، اس بات پر یقین رکھنا کہ وہ صرف وہی انتخاب کرتا ہے جو ان کے لیے بہتر ہے، چاہے یہ ان کے لیے واضح نہ ہو۔ باب 2 البقرہ، آیت 216

لیکن ہو سکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناگوار ہو اور وہ تمہارے لیے اچھی ہو، اور ہو سکتا ہے کہ ”تمہیں ایک چیز پسند ہو اور وہ تمہارے لیے بری ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

لہذا ہر حال میں صحیح طریقے سے عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی مسلسل مدد اور رحمت حاصل ہوتی ہے جس کے نتیجے میں دونوں جہانوں میں سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔ صحیح مسلم نمبر 7500 میں موجود حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔

باب 3 علی عمران، آیت 134

”جو آسانی اور تنگی کے وقت (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔“

جب ایک مسلمان یہ یقین رکھتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے، تو اس کے پاس موجود نعمتوں کا صحیح استعمال کرنا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صدقہ دینا آسان ہو جاتا ہے۔ جو شخص یہ رویہ اختیار کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ وہ محض ایک قرض واپس کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا تھا۔ باب 2 البقرہ، آیت 254

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔"

یہ رویہ کسی کو فخر کے ذریعے اپنے خیراتی کام کو برباد کرنے سے بھی بچاتا ہے۔ فخر ایک شخص کو یہ یقین دلاتا ہے کہ وہ صدقہ دے کر اللہ، بزرگ اور ضرورت مندوں پر احسان کر رہے ہیں۔ لیکن جس طرح سے کوئی شخص بنک کا قرض بغیر فخر کے واپس کرتا ہے مسلمانوں کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے صدقہ کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے قرض کی ادائیگی کا ایک طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ ضرورت مند اپنا صدقہ لے کر عطیہ کرنے والوں پر احسان کر رہے ہیں۔ ضرورت مند ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجر حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں اور ان کے بغیر یہ ناممکن ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ ان کی دولت ان کی ذہانت اور قوت سے جمع ہوئی ہے تو اسے سمجھنا چاہیے کہ یہ چیزیں بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں۔ لہذا اس قرض کو دولت جیسی نعمتوں کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹایا جانا چاہیے، ورنہ ان کو عذاب کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جو دنیا میں شروع ہو کر آخرت تک جاری رہے گا۔

جب کوئی صدقہ کرتا ہے تو اس کا لین دین کسی مسکین سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص نیت سے کاروبار کرتا ہے تو وہ ایک ناقابل تصور نفع کا یقین رکھ سکتا ہے جو اس کو دنیا اور آخرت میں فائدہ دے گا۔ زیر بحث اہم آیات میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 245

”کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تاکہ وہ اس کو اس کے لیے کئی گنا بڑھا دے؟“

راستبازی کے اگلے پہلو کے لیے بھی صبر کی ضرورت ہے جس پر زیر بحث اہم آیات میں بحث کی گئی ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 134

”...اور جو غصے کو روکتے ہیں“

اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نیک آدمی غصہ محسوس نہیں کرتا، کیونکہ غصہ محسوس کرنا ایک فطری خصوصیت ہے جسے انبیاء علیہم السلام نے بھی محسوس کیا۔ درحقیقت، غصہ ایک مفید خصوصیت ہے جب کنٹرول کیا جائے اور صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے، جیسے کہ اپنے دفاع کے وقت۔ اسلام لوگوں کو اپنے غصے پر قابو رکھنا سکھاتا ہے تاکہ وہ اپنے قول و فعل سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے گناہوں کا ارتکاب نہ کریں۔ مثال کے طور پر، ایک غصے والے شخص کو خاموش رہنا چاہیے اور اس کے غصے سے نکل جانے کے بعد ہی بات کرنی چاہیے۔ ایک شخص کو اس صورت حال کو چھوڑ دینا چاہیے جس میں وہ غصے میں ہوں اور جب وہ پرسکون ہو جائیں تب ہی واپس آجائیں۔ الفاظ اکثر اعمال سے زیادہ نقصان دہ ہو سکتے ہیں اس لیے کسی کی بات پر قابو رکھنا بہت ضروری ہے، خاص کر جب وہ غصے میں ہوں۔ اپنے اعمال پر قابو پانے کے لیے، غصے میں آنے والے شخص کو جسم کی غیر فعال پوزیشن اختیار کرنی چاہیے۔ یعنی اگر وہ کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں اور اگر بیٹھے ہوں تو اس وقت تک لیٹ جائیں جب تک وہ پرسکون نہ ہو جائیں۔ سنن ابوداؤد نمبر 4782 میں موجود ایک حدیث میں اس کی نصیحت کی گئی ہے۔ ایک شخص کو چاہیے کہ وہ تحمل، بردباری اور عفو و درگزر جیسی قابل تعریف خصوصیات کو اپنا کر غصے کے منفی اثرات کا مقابلہ کرے اور اسلامی تعلیمات میں زیر بحث منفی خصوصیات کو ترک کرے، جیسے کہ فحش گفتگو۔

”...اور جو غصے کو روکتے ہیں اور جو لوگوں کو معاف کرتے ہیں“

جب کوئی اپنے غصے پر قابو پانا سیکھ لے گا تاکہ وہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق بولیں اور عمل کریں تو دوسروں کو معاف کرنا اس کے لیے آسان ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے دوسروں کو معاف: باب 24 النور، آیت 22 کرنا ایک عظیم عمل ہے کیونکہ یہ ان کی اپنی مغفرت کا باعث بنتا ہے۔

”اور وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا آپ پسند نہیں کریں گے کہ اللہ آپ کو معاف کر دے؟“

انسان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جیسے لوگ فرشتے نہیں ہوتے، وہ غلطی کرنے کے پابند ہوتے ہیں، جیسے وہ خود غلطی کرتے ہیں۔ اور جس طرح وہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں سے اپنی غلطیوں کو معاف کرنے کی خواہش رکھتے ہیں، اسی طرح انہیں دوسروں کی غلطیوں کو بھی معاف کرنا سیکھنا چاہیے۔ یہ بات قابل فہم ہے کہ کوئی شخص کسی ایسے مسئلے پر دوسرے کو معاف کرنے کے لیے جدوجہد کر سکتا ہے جو جاری ہے، جیسے کہ ٹریفک حادثے کے بعد معذور ہو جانا۔ اگر وہ اس صورت میں بھی معاف کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں تو ان کے لیے اجر زیادہ ہو گا۔ لیکن ایسی صورتوں میں جہاں کسی کے ساتھ غلط کام جاری نہیں ہے، ایک شخص کو دوسروں کو معاف کرنا چاہیے اور رنجش پر قائم نہیں رہنا چاہیے۔ اس قسم کی بغض رکھنے والے کو ڈرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے اعمال کی اسی طرح جانچ پڑتال کرے گا جس طرح اس نے دنیا میں لوگوں کی غلطیوں کی جانچ پڑتال کی تھی۔ قیامت کے دن جس کے اعمال کی جانچ پڑتال کی جائے میں موجود ایک حدیث سے ہوئی ہے صحیح بخاری نمبر 103 گی اسے سزا ملے گی۔ اس کی تصدیق بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ دوسروں کو معاف کرنے میں خود کو دوسروں کے - آخر میں یہ نقصان سے بچانے کے لیے اقدامات کرنا بھی شامل ہے تاکہ تاریخ اپنے آپ کو نہ دہرائے۔ صبر اور دوسروں کو معاف کرنے میں غیر فعال رویہ اپنانا شامل نہیں ہے جس کے تحت کوئی دوسروں کو ان

پر ظلم کرنے دیتا ہے اور وہ خود کو دوبارہ نقصان پہنچنے سے بچانے کے لیے اقدامات کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ اس غیر فعال رویہ کا اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ مثال کے طور پر، ایک عورت جو اپنے شوہر کی طرف سے جسمانی زیادتی کا شکار ہو رہی ہے، اسے اپنی اور اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں، چاہے اس میں پولیس کو کال کرنا اور اسے چھوڑنا شامل ہو۔ جب اس نے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو اس کے نقصان سے بچا لیا اور اپنی زندگی کو آگے بڑھایا، تو وہ اس دنیا میں حکومت کے ذریعے انصاف حاصل کر سکتی ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے انصاف حاصل کر سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی ماضی کی غلطیوں کے لیے اسے معاف کر دے تو یہ اس کی مغفرت کا باعث بنے گا۔ باب 3 علی عمران، آیت 134

”اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ الہی محبت اطاعت کے عمل سے حاصل کی جاتی ہے، نہ کہ صرف زبانی ایمان کے اعلان کے ذریعے۔ جتنا زیادہ انسان نیکی پر قائم رہے گا، جس میں ان نعمتوں کا صحیح استعمال کرنا شامل ہے جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے، اسے دونوں جہانوں میں اتنی ہی زیادہ الہی دیکھ بھال، محبت اور تحفظ حاصل ہوگا۔ یہ یقینی بنائے گا کہ وہ دونوں جہانوں میں ذہنی سکون حاصل کر سکیں گے۔ باب 16 النحل، آیت 97

جس نے نیک عمل کیا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، حالانکہ وہ مومن ہے، ہم اسے ضرور پاکیزہ "زندگی بسر کریں گے، اور ان کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ضرور اجر دیں گے۔"

لیکن یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ الہی محبت اور دیکھ بھال کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس دنیا میں اس کی تمام دعائیں اور خواہشات پوری ہو جائیں گی یا وہ مشکلات کا سامنا کرنے سے بچ جائیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب تک وہ اس کی فرمانبرداری پر ثابت قدم رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو ہر صورت

حال میں ذہنی سکون عطا فرمائے گا، خواہ آسانی کا وقت ہو یا مشکل کا۔ باب 3 علی عمران، آیت 134:

”اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

اس کے علاوہ، جیسا کہ نیکی کرنے کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے، اس لیے یہ لوگوں کو کوئی بہانہ نہیں چھوڑتا۔ نیکی کرنے میں ان نعمتوں کا صحیح استعمال کرنا شامل ہے جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے اور اس لیے ہر ایک کو حاصل ہو سکتا ہے خواہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کتنی ہی دنیاوی چیزیں عطا کی ہوں۔

باب 3 علی عمران، آیت 135:

”...اور وہ لوگ جو جب بے حیائی کا ارتکاب کریں یا اپنے آپ پر ظلم کریں“

گناہوں کی درجہ بندی کر دی گئی ہے۔ یہ کبیرہ اور چھوٹے گناہوں کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ معمولی اور بڑے کے طور پر۔ کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کی درجہ بندی کے لیے بہت سی مختلف باتیں زیر بحث آئی ہیں۔ مثال کے طور پر، کوئی بھی گناہ جس کی سزا اسلامی حکومت دے گی، اسے ایک بڑے گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور جس گناہ کا تعلق جہنم سے ہو، اللہ تعالیٰ کا غضب یا لعنت، وہ گناہ کبیرہ شمار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ صغیرہ گناہوں پر قائم رہنا بھی ان کے کبیرہ گناہوں میں تبدیل ہونے کا سبب بن سکتا ہے۔ صغیرہ گناہ صرف سچی توبہ سے معاف ہوتے ہیں جبکہ صغیرہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب اور اعمال صالحہ سے مٹ سکتے ہیں۔ باب 4 النساء، آیت 31 گناہ

اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تم سے تمہارے چھوٹے "گناہوں کو دور کر دیں گے۔"

اسلامی تعلیمات نے جان بوجھ کر کبیرہ اور چھوٹے گناہوں کی فہرست میں شامل کرنے سے گریز کیا ہے تاکہ مسلمان اپنے کسی گناہ کو کبیرہ سمجھ کر چوکنا رہیں۔ اگر لوگوں کو ایک فہرست عطا کی جائے تو ان میں سے بہت سے لوگ بلا شبہ چھوٹے گناہوں پر اڑے رہیں گے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ معمولی ہیں۔

باب 3 علی عمران، آیت 135

“...اور وہ لوگ جو جب بے حیائی کا ارتکاب کریں یا اپنے آپ پر ظلم کریں”

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو درحقیقت وہ صرف اپنے آپ پر ظلم کر رہا ہوتا ہے، چاہے یہ ان پر ظاہر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی لامحدود حیثیت تبدیل نہیں ہوتی چاہے کوئی اس کی اطاعت کرے یا نہ کرے۔ مزید برآں، جتنا زیادہ کوئی ان نعمتوں کا غلط استعمال کرے گا جو انہیں عطا کی گئی ہیں، ان کی ذہنی اور جسمانی حالت اتنی ہی زیادہ غیر متوازن ہوتی جائے گی اور وہ اپنی زندگی میں ہر چیز اور ہر ایک کو اتنا ہی غلط سمجھیں گے اور وہ روز قیامت اپنے احتساب کے لیے عملی طور پر اتنی ہی کم تیاری کریں گے۔ یہ دونوں جہانوں میں ان کے لیے تناؤ، پریشانی اور مشکلات کا باعث بنے گا، خواہ وہ دنیاوی آسائشوں سے لطف اندوز ہوں۔ باب 9 توبہ آیت 82

"پس وہ تھوڑا ہنسیں اور [پھر] زیادہ روئیں جتنا وہ کمایا کرتے تھے۔"

:باب 20 طہ، آیات 124-126

اور جو میری یاد سے روگردانی کرے گا، اس کی زندگی تنگدستی سے گزرے گی، اور ہم اسے "قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔" وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا جب کہ میں دیکھ رہا تھا؟ (اللہ) فرمائے گا کہ اسی طرح ہماری نشانیاں تیرے پاس آئیں اور تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج کے دن تجھے بھلا دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ، جب کوئی دوسرے شخص پر ظلم کرتا ہے، تو اسے انصاف کا سامنا کرنا پڑے گا اگر وہ اپنے شکار کی طرف سے معاف نہیں کیے جاتے ہیں۔ آخرت میں وہ اپنی نیکیاں اپنے متاثرین کو دینے پر مجبور ہوں گے اور اگر ضرورت پڑی تو انصاف کے قائم ہونے تک اپنے مظلوموں کے گناہ لے لیں گے۔ یہ ظالم کو جہنم میں ڈالنے کا سبب بن سکتا ہے۔ صحیح مسلم نمبر 6579 میں لہذا اپنی ذات کے لیے گناہوں سے بچنا چاہیے، موجود ایک حدیث میں اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔ چاہے اس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی خلاف ورزی ہو یا لوگوں کے۔

:باب 3 علی عمران، آیت 135

اور وہ لوگ جو جب کوئی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہیں یا اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے؟

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے کمال کا مطالبہ نہیں کرتا۔ اس کے بجائے وہ لوگوں سے توقع کرتا ہے کہ وہ اس کی فرمانبرداری میں کوشش کریں اور جب بھی وہ کوئی گناہ مخلص توبہ میں احساس جرم، اللہ تعالیٰ سے کریں، توبہ کریں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کریں۔ معافی مانگنا، اور جس پر بھی ظلم ہوا ہے، شامل ہے، جب تک کہ یہ مزید پریشانی کا باعث نہ ہو۔ انسان کو سچے دل سے وعدہ کرنا چاہیے کہ وہ دوبارہ وہی یا اس سے ملتا جلتا گناہ نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے حوالے سے جو حقوق پامال ہوئے ہوں ان کی تلافی کرنی چاہیے۔

مزید برآں، یہ آیت خواہش مندانہ سوچ کے غلط تصور کو ختم کرتی ہے جس کے تحت انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر قائم رہتا ہے، جبکہ یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ اس کی رحمت اور بخشش حاصل کر لیں گے۔ جبکہ حقیقی امید میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جدوجہد کرنا شامل ہے، جس میں اسلامی تعلیمات کے مطابق جو نعمتیں عطا کی گئی ہیں ان کا صحیح استعمال کرنا اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کرنا اور پھر دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کی امید رکھنا شامل ہے۔ اس لیے اس فرق کی قدر فرق کو جامع ترمذی نمبر 2459 میں موجود حدیث میں بیان کیا گیا ہے کرنا چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش میں حقیقی امید اختیار کریں، اور خواہش مندانہ سوچ سے بچیں، کیونکہ اسلام میں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کے لیے دونوں جہانوں میں بخشش اور کامیابی کی ضمانت دیتا ہے جو اسلامی تعلیمات میں بیان کردہ نیکی کی خصوصیات کو اپناتے ہیں۔ باب 3 علی عمران، آیت 136

ان کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے بخشش اور باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن ”میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور (نیک عمل کرنے والوں کا بہت اچھا اجر ہے۔

لیکن جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اس آیت میں واضح فرماتا ہے کہ یہ اجر ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے ایمان کے زبانی اعلان کو اچھے اعمال کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بات سمجھنا ضروری ہے کہ ایمان ایک پودے کی مانند ہے جس کی پرورش اور بقا کے کی گئی ہے، یہ لیے اطاعت کے عمل سے ہونی چاہیے۔ جس طرح ایک پودا جو سورج کی روشنی جیسی پرورش حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے وہ مر جائے گا، اسی طرح اس شخص کا ایمان بھی فوت ہو سکتا ہے جو اس کی پرورش اطاعت کے ساتھ نہیں کرتا۔ یہ سب سے بڑا نقصان ہے۔

اچھے کردار پر 500 سے زیادہ مفت ای بکس

500+ FREE English Books & Audiobooks / اردو کتب / کتب عربیة / Buku Melayu / বাংলা বই / Libros En Español / Livres En Français / Libri Italiani / Deutsche Bücher / Livros Portugueses:

<https://shaykhpod.com/books/>

Backup Sites for eBooks: <https://shaykhpodbooks.wordpress.com/books/>
<https://shaykhpodbooks.wixsite.com/books>
<https://shaykhpod.weebly.com>
<https://archive.org/details/@shaykhpod>

YouTube: <https://www.youtube.com/@ShaykhPod/playlists>

AudioBooks, Blogs, Infographics & Podcasts: <https://shaykhpod.com/>

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

روزانہ بلاگز: www.ShaykhPod.com/Blogs
AudioBooks : <https://shaykhpod.com/books/#audio>
تصویریں: <https://shaykhpod.com/pics>
جنرل پوڈکاسٹ: <https://shaykhpod.com/general-podcasts>
PodWoman: <https://shaykhpod.com/podwoman>
PodKid: <https://shaykhpod.com/podkid>
اردو پوڈکاسٹ: <https://shaykhpod.com/cast>
Podcasts: Live <https://shaykhpod.com/live>

ای میل کے ذریعے روزانہ بلاگز اور اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لیے سبسکرائب کریں
<http://shaykhpod.com/subscribe>

ای بکس / آڈیو بکس کے لیے بیک اپ سائٹ : <https://archive.org/details/@shaykhpod>

